عُشری اور خراجی اراضی

پاکستان میں عشری نہیں صرف خراجی زمین ہے

پروفیسر رفیع اللہ شہاب

نظام زکوٰۃ کے بارے میں عبدالوہاب شعرانی نے اپنی مشہور کتاب المیزان الکبریٰ جلد دوم کے صفحہ ۲ پر اس بارے میں امت مسلمہ کے تمام علماء کا اجماع نقل کیا ہے (اجمع العلماء ان لیس مع الزکوٰۃ شیئاً)

اسلامی ریاست میں حکومت کی آمدنی کی سب سے بڑی مد خراجی زمین ہے۔ اور آج بھی اس آمدنی ہی سے پورے ہوتے ہیں اور اس نظام کی سب سے بڑی مد خراجی زمین ہے آج بھی اس مد سے اتنی آمدنی حاصل ہو سکتی ہے کہ کسی مزید ٹیکس کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اسلامی قانون کے مطابق تمام مفتوحہ ممالک جن میں برصغیر پاکستان و بھارت شامل ہیں کی اراضی خراجی کے ذیل میں آتی ہیں۔ تمام اسلامی ادوار میں اس اسلامی قانون پر سختی سے عمل ہوتا رہا ہے یہاں تک کہ ۱۷۹۳ء میں انگریزوں نے بنگال کے بندوبست دوامی کے ذریعے یہاں کی اراضی کی حیثیت بدل دی اور غیر حاضر۔ زمینداروں کا ایک طبقہ پیدا کر دیا۔ ان زمینداروں نے اپنی طرف سے عشر ادا کرنا شروع کیا اور کوشش کی کہ علماء اس کے جواز کا فتوےٰ دیں لیکن چونکہ ایک دفعہ خراجی قرار دی ہوئی زمین ابد تک عشری میں تبدیل نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے اس بارے میں جو سینکڑوں فتوے پوچھے گئے ان سب کا یہی جواب دیا گیا کہ یہ اراضی کسی صورت میں عشری میں تبدیل نہیں ہو سکتی ہاں، احتیاطاً کوئی عشر ادا کرے تو اس کی اپنی مرضی ہے۔

اس موضوع پر راقم کا ایک مفصل مضمون نوائے وقت میں شائع ہو چکا ہے مجھے توقع تھی کہ علماء کرام اس سلسلے میں کچھ وضاحت فرمائیں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں اسلامی نظام کے نفاذ کے نعرے تو تیس سال سے لگ رہے ہیں لیکن اس مقصد کے لئے جس قدر "ہوم ورک" کی ضرورت ہے اس سے پہلو تہی کی جاتی رہی اس موضوع پر راقم نے پندرہ سال پہلے تحقیقی کام شروع کیا اور ۱۹۶۹ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں ایک مختصر سی میٹنگ میں اسلامی نظریاتی کونسل کے اس وقت کے چیئرمین علامہ علاؤ الدین صدیقی نے نظام عشر پر گفتگو شروع کی تو راقم نے بہت

سے اہل علم کی موجودگی میں اس کی نصیحح کی کہ ہمارے ملک کی اراضی ٹخراجی' کے ذیل میں آتی ہیں جن پر عشر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلامی فقہ کی معتبر کتابوں سے تمام حوالہ جات ان کے سامنے رکھ دیئے۔ علامہ شاہ محمد جعفر پھلواری اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے سکالروں نے میرے نقطۂ نظر کی تائید کی چنانچہ فیصلہ یہ ہوا کہ میں نظریاتی کونسل کی رہنمائی کے لئے ایک مسلسل کتاب اس موضوع پر تیار کروں جس کی نگرانی مسٹر خالد اسحاق ایڈووکیٹ کریں گے جو اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک سینئر رکن تھے اور آج بھی اس منصب پر فائز ہیں - راقم نے خالد صاحب کی لائبریری میں بیٹھ کر دو ماہ میں مطلوبہ کتاب تیار کرکے ان کے حوالے کی اور ساتھ ہی اس کے مطابق ۱۹۷۹ء کا قومی بجٹ بھی بنا دیا جس میں موجودہ ٹیکسوں میں سے ایک ٹیکس بھی نہ تھا۔ میرا تحقیقی کام ان حضرات کے لئے چنبھے کی بات تھی اس لئے انہوں نے مختلف ذرائع سے اسے چیک کرایا۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے اسکالروں نے بھی اس کی تصدیق کردی اور پھر ادارہ نے اسے کتاب کی صورت میں اسلامی ریاست کا مالیاتی نظام کے عنوان سے شائع کردیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب جب زکوٰۃ اور عشر آرڈی ننس نافذ کیا گیا ہے تو اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے یہ تفصیلات نہیں تھیں۔ اتفاق سے انہی دنوں مسٹر خالد اسحاق ایڈووکیٹ جن کی نگرانی میں راقم نے یہ تحقیقی کام کیا تھا، ادارۂ تحقیقات اسلامی میں تشریف لائے۔ جہاں اسکالر اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ راقم نے خالد صاحب کو یاد دلایا کہ انہوں نے عشر کا نیا قانون بناتے وقت پچھلے تمام تحقیقی کام کو نظرانداز کردیا ہے - اور ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ان کے گوش گزار کی کہ اُمتِ مسلمہ کے ستر فقہی مذاہب کہ جن میں سے اکثر اب ختم ہوچکے ہیں کے تمام فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے۔ اور اسلامی فقہ کی ڈیڑھ ہزار کتابوں میں کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس کے تحت پاکستان کی اراضی کو عشری کے ذیل میں لایا جاسکے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے اسکالروں نے تو کچھ ناراضگی کا بھی اظہار کیا کہ یہ ادارہ اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے تحقیقی مواد فراہم کرنے کی خاطر قائم کیا گیا لیکن اگر ان کی تحقیق کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا تو پھر اس ادارے پر غریب عوام کے کروڑوں روپے خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے خالد صاحب سے یہ بھی درخواست کی کہ صدر صاحب نیک نیتی سے اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں اس لئے خدا کے لئے ان کے سامنے صحیح تفصیلات پیش کی جائیں خالد صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی توجہ

اس طرف دلائیں گے ۔ علمائے کرام کو اس مسئلہ کی اہمیّت کی طرف توجہ دلانے کے لئے فقہ کی ابتدائی کتاب "مالا بد" کا حوالہ یہاں غیر مناسب نہ ہوگا ۔ یہ کتاب کروڑوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہے اور مصنف نے علماء حضرات کو نظریاتی بحثوں میں گم ہونے سے بچانے کے لئے اس میں سے وہ تمام بحثیں خارج کر دی ہیں ۔ جن کا برصغیر پاکستان و بھارت سے کوئی تعلق نہیں ۔ عشر کا مسئلہ انہوں نے ایک چوتھائی سطر میں حل کر دیا ہے کہ چونکہ برصغیر میں کوئی عشری زمین نہیں اس لئے عشر کے مسائل بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور آخر میں فقہ کی سب سے بڑی کتاب فتاویٰ عالمگیری کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو جس کے مطابق اگر کسی مسلمان علاقے پر دشمن کچھ عرصے کے لئے غالب آ جائے اور مسلمان اسے پھر دوبارہ حاصل کر لیں تو اس کی اراضی اپنی اصل یعنی خراجی حیثیت کی طرف لوٹ آئیں گی (جلد سوم اردو ایڈیشن ص۵۲ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور) اُمید ہے علماء حضرات فقہ کی کتابوں میں اس مسئلہ کا مطالعہ فرما کر اس کی صحیح اسلامی حیثیت عوام کے سامنے لائیں گے

خدا آں ملّتے را سروری داد !
کہ تقدیرش بدستِ خویش بنوشت
بہ آں قومے سروکارے ندارد
کہ دہقانش برائے دیگراں کشت

∴

جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

●

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعل ناب
از جفائے دہ خدایاں کِشتِ دہقاناں خراب
انقلاب !
انقلاب —— اے —— انقلاب !
(اقبال)